© rasailojaraid.com

انبیاء کرام کے مشن کی تکمیل کیلئے تمام علماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا ہوگا

لوگوں کا دین پر یقین اور اعتماد بحال کروانا علماء وقت کی اولین ذمہ داری ہے

دعوۃ اکیڈمی اسلام آباد کے علماء سے اساتذہ جامعہ کا خطاب

جامعہ سلفیہ (نمائندہ خصوصی) دعوۃ اکیڈمی اسلام آباد کے زیر تربیت چالیس علماء کے ایک وفد نے 9 مارچ 2004ء کو جامعہ سلفیہ کا دورہ کیا۔ جن کی قیادت مولانا مصباح الرحمٰن کر رہے تھے۔ وفد بعد نماز مغرب جامعہ میں پہنچا جن کا نہایت پرتپاک استقبال کیا گیا۔ اور لائبریری ھال میں ایک نشست کا اہتمام کیا گیا۔ سب سے پہلے پرنسپل جامعہ چوھدری یاسین ظفر نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے خوش آمدید کہا۔ اور اسکے بعد جامعہ سلفیہ کا نہایت اختصار کے ساتھ تعارف کروایا، اور جامعہ کے اغراض ومقاصد سے وفد کو آگاہ کیا۔ جامعہ کی تعلیمی، تربیتی ودعوتی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ جامعہ کا آٹھ سالہ نصاب وفاق المدارس السلفیہ کے ساتھ منسلک ہے۔ علاوہ ازیں بین الاقوامی یونیورسٹیوں سے بھی الحاق ہے۔ اور طلبہ جامعہ اعلیٰ تعلیم کیلئے بیرون ملک جاتے ہیں طلبہ جامعہ کو اعلیٰ نصاب کی تدریس کے ساتھ عصری علوم کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ میٹرک، ایف۔اے، اور بی۔اے تک مکمل تیاری کروائی جاتی ہے، اور طلبہ شریک امتحان ہوتے ہیں اور اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اس موقعہ پر یہ وضاحت بھی کی گئی کہ دینی مدارس کا ماحول نہایت پاکیزہ ہے اور کسی بھی جگہ دہشت گردی اور تخریب کاری کی تربیت نہیں دی جاتی۔ بلکہ جامعہ سلفیہ کا تو امتیاز یہ ہے کہ یہاں مذہبی رواداری کا درس دیا جاتا ہے۔ اور دینی تعصب اور فرقہ بندی کی شدید مذمت کی جاتی ہے۔ جامعہ کی تاسیس اور تعمیر میں اکابر علماء اور محسنین کا تذکرہ کرتے ہوئے تفصیلی تعارف کرایا گیا۔ جن میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی، شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی اور میاں فضل حق کا تذکرہ بطور خاص شامل ہے۔

اس کے بعد جامعہ کے شیخ التفسیر حضرت علامہ مسعود عالم حفظہ اللہ نے خطاب فرمایا، انہوں نے شرکاء مجلس کو یہ احساس دلایا کہ وہ انبیاء کرام کے وارث ہیں۔ ان میں بھی وہی اوصاف ہونے چاہئے جو انبیاء میں تھے۔ چونکہ ہم ان کے مشن کے امین ہیں اور انبیاء کی طرح اصلاح امت کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ لہٰذا پہلے اپنی اصلاح اور درستگی کرنا ہوگی۔ تا کہ امت کی اصلاح کی جاسکے۔

آپ نے موجودہ حالات کی سنگینی اور بحران کا تذکرہ کیا۔ اور کہا کہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اسلاف پورے وقار اور عزت کے ساتھ دنیا پر یہ حکمرانی کرتے رہے آج کی یہ خستہ حالت دین سے دوری کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ وسائل کے اعتبار سے وہ لوگ بہت پسماندہ تھے۔ لیکن دینی فکر نہایت پختہ تھی۔ یقین اور اعتماد کے ساتھ دین کے ساتھ وابستہ رہے۔ آپ نے فرمایا کہ آج پروپیگنڈہ کا دور ہے۔ مغرب نے اسلام کے خلاف بہت ہرزہ سرائی کی ہے اور اسلام کو غیر ترقی یافتہ دین قرار دیا ہے۔ جس سے ہمارے کمزور ایمان مسلمان متاثر ہوئے ہیں اور وہ بھی یہ سمجھنے لگے ہیں کہ اسلام ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ دین شخصی معاملہ ہے البتہ سیاست، اقتصادیات، معاشرت، عدالتی نظام میں ہمیں جدید افکار اور تعلیم سے راہنمائی لینا ہوگی۔ بالخصوص مقتدر طبقہ یہ سوچتا ہے اور وہ لوگ جو مغربی تہذیب سے بہت متاثر ہیں۔ ان کے نزدیک موجودہ بحران کا حل اسلام سے بیزاری اور برأت ہے (العیاذ باللہ)

ان حالات میں علماء کرام کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور ان کا سب سے اہم فریضہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کا دین اسلام پر اعتماد بحال کرائیں۔ اور خصوصا وہ لوگ جو شکوک وشبہات کا شکار ہیں۔ انہیں مکمل یقین دلائیں کہ دنیا میں نجات کا واحد ذریعہ اسلام ہے اور انہیں اسلام کے قریب لائیں۔ اس مین شک نہیں کہ تقریر اور خطابت کے اپنے اثرات ہوتے ہیں لیکن اس سے بڑھ کر عملی زندگی کے اثرات دُوررس ہوتے ہیں اس کیلئے ہمیں اسوہ حسنہ کو سامنے رکھنا چاہئے۔ لوگوں کی خیر خواہی کرتے ہوئے انہیں آخرت کے عذاب سے بچانا چاہئے جس کے لئے ہمیں سخت محنت کی ضرورت ہے۔

آپ نے فرمایا جو چیز سب سے زیادہ لوگوں میں نفرت کا باعث بنتی ہے۔ وہ علماء میں اختلافات ہیں وہ بدگمانی کا شکار ہوجاتے ہیں اس لئے ان شبہات کو ختم کرنا چاہئے اور ہمیں مل جل کر دین کا کام سرانجام دینا چاہئے۔ ہمیں باہمی محبت والفت اور وحدت کا درس دینا چاہئے۔ یہ کام اس وقت ہوسکتا ہے۔ جب ہم اپنے اندر وسعت علم، وسعت نظر اور وسعت قلب پیدا کریں اور اس کا عملی مظاہرہ کریں۔ تمام علوم کی گہرائی کے ساتھ مطالعہ کریں خاص کر قرآن وسنت کو اسلاف کے فہم کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کریں اور اس پر عمل کریں۔ اختلاف فہم کی صورت میں دوسروں کی آراء کا دل سے احترام کریں۔

ہمارے اسلاف میں اختلافات کے باوجود عزت و احترام کا رشتہ ہمیشہ قائم رہتا اور ایک دوسرے کے وقار کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ جس کیلئے آپ نے صحابہ کرام، آئمہ عظام اور موجودہ دور کے ممتاز علماء کے باہمی تعلقات کا دلآویز تذکرہ فرمایا اور ثابت کیا کہ کس طرح ہمارے بزرگ رواداری اور اتحاد و یگانگت کی فضا برقرار رکھتے تھے اور امت ان کے طرز عمل کو دیکھ کر اتفاق واتحاد کے ساتھ رہتے تھے۔ آج پہلے سے کہیں زیادہ مہر ومحبت پیار والفت کی فضاء پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

اس کے بعد وفد کے سربراہ مولانا مصباح الرحمٰن صاحب نے بھی مختصر گفتگو فرمائی انہوں نے جامعہ سلفیہ کی انتظامیہ بالخصوص میاں نعیم الرحمٰن اور اساتذہ کرام کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ نیز انہوں نے شرکاء سے یہ درخواست کی کہ وہ اپنی ذمہ داری کا احساس کریں امت کی محرومیوں کا ازالہ تب ممکن ہے جب ہم اپنی ذمہ داری کو صحیح معنوں میں ادا کریں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ موجودہ حالات اور اعداء اسلام کی طرف سے جو یلغار ہوئی ہے۔ اس کے نتیجہ میں امت میں ایک نئی تحریک پیدا ہوئی ہے۔ اس بیداری سے ایک نئی صبح طلوع ہوگی اور آنے والی نسلوں کے روشن مستقبل کی نوید ہوگی۔

آخر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالعزیز علوی نے خطاب کیا۔ انہوں نے سورۃ مدثر کی روشنی میں داعی کے اوصاف بیان کئے۔ اور فرمایا کہ علماء کو ورثۃ الانبیاء کہا گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء کی امتوں میں پائی جانے والی خامیاں اس آخری امت میں ہوگی۔ لہٰذا امت محمدیہ ﷺ کے علماء کو ان کا تدارک کرنا ہوگا۔ ان کے خاتمے کیلئے انہیں محنت اور کوشش کرنا ہوگی۔ یہ بات بڑی واضح ہے کہ کسی بھی مسئلے کو حل کرنے کیلئے اسکا علم ہونا ضروری ہے لہٰذا جب تک ہم مکمل علم میں رسوخ حاصل نہیں کرتے اور خود عملی نمونہ نہیں بنتے۔ امت کی اصلاح ممکن نہیں ہے انہوں نے تمام شرکاء کو خوش آمدید کہا اور آخر میں دعا خیر فرمائی۔ اس موقعہ پر جامعہ کے خازن صوفی احمد دین، شیخ عبدالحفیظ، شیخ غلام باری، مولانا فاروق الرحمٰن یزدانی اور مولانا نذیر احمد بھی موجود تھے۔

اجلاس کے اختتام پر تمام مہمانانِ گرامی کے اعزاز میں عشائیہ دیا گیا۔

© rasailojaraid.com